نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دُنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

نمبر ۵۱ | مطبوعہ ۱۷ ڈسمبر ۱۸۹۱ء بروز پنجشنبہ | جلد ۱۹

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے۔ عہ۲ ۱/۱۱

ایضاً بیرونجات سے معہ محصولڈاک۔ عہ۲ ۱/۸

رودوکاپیوںسے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پرفی کاپی۔ عہ۲ ۱/۲

ایک شخص کے نام سات کاپی کے دام وصول ہونے پرایک کاپی مفت دیجائیگی۔ ہرحالت میں قیمت پیشگی لیجائیگی ✤

ایڈیٹوریل

ڈیسی عیسائیوں کی تعلیم" کے عنوان سے پیسہ اخبار میں ایک آرٹکل ہماری نظر سے گذرا جسمیں راقم نے دیسی مسیحیوں کی سوشیل حالت پر کئی ایک اعتراض کئے ہیں۔ اور مولوی صفدر علی صاحب کی تجویز تعلیم مسیحیانِ ہند کی نسبت اپنی یہہ رائے ظاہر کی ہی۔ کہ" جہانتک اس سکیم کی خوبی اور صورت عملی کیطرف دیکھا جاتا ہی بہت معقول اور موزوں معلوم ہوتی ہی۔ اور اسیطرح مُجوّز صاحب کی ہمدردی اور غمخواری بھی شکریہ کی مستحق ہی۔ مگر ہم افسوس سے دیکھتے ہیں کہ دیسی عیسائیوں کی جماعت میں تعلیمی ترقی کا حسب دلخواہ پیدا ہونا متعذر ہی۔ کیونکہ اُس کے واسطے پہلے دیسی عیسائیوں کو ایک جماعت بنالینا ضروری معلوم ہوتا ہی:: ہم اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر یہہ ظاہر کرنے کی جرأت رکھتے ہیں کہ ہمارے عیسائی بھائی مسیح میں ایک ہوکر بھی آپسمیں ایسا میل جول نہیں رکھ سکتے۔ کہ جیسا انکو رکھنا چاہئیے:: مثلاً ایک صاحب برہمن تھے اور عیسائی ہوگئے ایک بیوی صاحبہ بھنگن سے عیسائی ہوئیں۔ اب ان دونوں شخصوں میں برادرانہ اتحاد اور ارتباط ہونا سخت مشکل ہی"۔ راقم آرٹیکل کا ذاتی تجربہ کسیقدر درست ہوگا۔ مگر نفس مضمون سے یہہ صاف ظاہر ہوتا ہی۔ کہ اُنسے دیسی مسیحیوں کی سوشیل حالت کے صرف تاریک پہلو پر نظر کی ہی۔ اور اُسکے روشن پہلو پر نظر کرنیکا یا تو کبھی موقع اُسکو نہ ملا۔ یا اراداتاً اُس سے چشم پوشی کی ہی:: لہٰذا ہم مختصراً اُن اعتراضوں کا جواب لکھتے۔ اور اپنے مسیحی تجربہ سے یہہ کہنے کی جرأت کرسکتے ہیں۔ کہ وہ جو برہمن سے بصدق دلی مسیحی ہوگیا۔ اور جو بھنگن سے سچائی کے ساتھ مسیح پر ایمان لاکے عیسائی ہوئی۔ اُنمیں برادرانہ اتحاد وارتباط ہونا غیر ممکن ہی۔ لیکن معلوم نہیں۔ معترض کی برادرانہ اتحاد وارتباط سے کیا مُراد ہی:: ہم نے بچشم خود دیکھا ہی کہ ایک عیسائی جو پہلے سید تھا۔ اور دوسرا جو پہلے بھنگی تھا۔ باہم برابر برادرانہ محبت و ربط ضبط رکھتے تھے۔ کھانے پینے۔ اٹھنے بیٹھنے اور باہم میل جول رکھنے میں کسی طرح کا فرق طرفین سے دیکھنے میں کبھی نہ آیا:: اس قسم کی ایک ہی نہیں بلکہ کئی ایک مثالیں موجود ہیں:: پھر وہ لکھتا ہی کہ" ایسے ہی ہم ایک شخص کا نام بتلاسکتے ہیں۔ جو مسلمان سے عیسائی ہوگیا تھا۔ مگر سُوَر سے اور اُسکے گوشت سے اُسکو ویسی ہی نفرت تھی جیسی کہ بعض ہندو عیسائیوں میں گائے کے گوشت کے استعمال سے دیکھی گئی ہی:: ایک مرتبہ ایسے عیسائی کے ساتھ اُسکو کھانا کھانیکا اتفاق

ہوا کہ جس نے سور کا گوشت کسی پادری صاحب کی دعوت میں کھایا ہوا تھا۔ جب اسکو یہہ حال معلوم ہوا تو اُسنے سخت افسوس کیا۔ کہ لاعلمی کی حالت میں اُسنے ایسے شخص کے ساتھ کھانا کھالیا ہے"۔ ہماری سمجھ میں وہ جو مسلمان سے عیسائی ہو گیا تھا حقیقی مسیحی ہونا تو درکنار۔ پکّا مسلمان بھی نہ تھا۔" یہہ تو سب کو معلوم ہے کہ عیسائیوں میں ایک برتن میں شامل کھانیکا دستور نہیں ہے۔ ہاں ایک میز یا دسترخوان پر بیٹھکر عیسائی اور غیر عیسائی کھائیں تو کچھ قباحت نہیں ہے اور اکثر عیسائیوں اور مسلمانوں کو ہم نے اسطرح کھاتے دیکھا ہے۔ شاید معترض کو ایسے موقعے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔" ہمارے نزدیک شخص مذکور کوئی متعصب و جاہل دیہاتی ہوگا۔ پس ایسوں کی ایسی حرکات مسیحیوں کی عام برادرانہ محبت اور میل جول پر ہرگز موثر نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ مسیحی مذہب کھانے پینے میں انسان کو مقید و محدود نہیں کرتا ہے۔ آگے چل کے راقم آرٹیکل پادری صاحبان کے حال پر مہربانی فرماتے اور لکھتے ہیں کہ "اس تفرقہ اور خرابی کے ذمہ وار وہ پادری صاحبان ہیں۔ جو ہر جگہ نیچ ذات کے لوگوں کے گاؤں کے گاؤں۔ اور کنبے کے کنبے عیسائی کرکے ہوم مشن کیطرف سے اسقدر کثیر التعداد متلاشیان کو بپتسمہ دینے کی عزت کے سزاوار ٹھہرتے ہیں"۔ معلوم نہیں کہ راقم آرٹیکل عیسائی ہے یا غیر عیسائی۔ لیکن اتنا ہم کہہ سکتے ہیں کہ نیچ ذات کے لوگوں کو بپتسمہ دینے کے بارہ میں اُس کا وہی خیال ہے۔ جو متکبر و خود پسند اکثر ہندوں اور محمدیوں کا عام خیال ہے۔ اور اُسکی سمجھ میں اونچی ذات والے صرف میراث نجات کے حقدار ہو سکتے ہیں جس سے نیچ ذات کے لوگ بالکل خارج اور محروم ہیں۔ لیکن پادری صاحبان کے لئے نیچ ذات اور اونچ ذات سب برابر ہیں کیونکہ دونوں گنہگار۔ اور نجات کے حاجتمند ہیں۔ اور مسیح سبھوں کا نجات دینے والا خداوند ہے۔" پھر لکھتے ہیں کہ "عیسائیوں میں ایک یہہ بہت بڑا نقص ہے کہ مذہب عیسوی قبول کرنے کے بعد اُنمیں سے اکثروں کی آرزو فیشن اور طرز معاشرت بدلڈالنے کی ہوتی ہے۔ یہہ ٹھیک ہے کہ انگریزوں کی طرز معاشرت بوجہ حاکم وقت ہونے کے ضرور قابل تقلید نظر آتی ہے۔ مگر وہ دیسی عیسائیوں کے ساتھ ملنا ہرگز پسند نہیں کرتے۔ بلکہ انکو بنظر حقارت دیکھتے ہیں"۔ بھلا صاحب دیسی عیسائیوں میں تو فیشن اور طرز معاشرت بدلنے کی آرزو کو آپ نے بڑا نقص ٹھہرایا۔ اور پھر خود ہی اسکو بوجہ انگریزی حکام وقت کی طرز معاشرت ہونے کے قابل تقلید بتایا۔ لیکن یہہ جو آجکل ہزارہا ہندو محمدی کوٹ پتلون ڈانٹے پھرتے ہیں۔ اور طرز معاشرت میں انگریزوں کی بکثرت تقلید ہر ایک بات میں کررہے ہیں۔ اس سے کیوں چشم پوشی کی گئی ہے؟ یہہ کہنا کہ انگریز دیسی عیسائیوں کو بنظر حقارت دیکھتے۔ اور اُنسے ملنا پسند نہیں کرتے۔ ضرور اس قسم کے انگریز بھی ہیں لیکن اس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُنکے حقیقی و دیندار مسیحی ہونے میں شک ہے۔ ہم نے اکثر ایسے انگریز سیول و ملٹری حکام کو دیکھا ہے۔ جو دیسی مسیحیوں سے محبت رکھتے۔ اور انہیں عزت دیتے ہیں۔ پس سب کی نسبت ایسے بیجا سلوک کا اطلاق قرین انصاف نہیں ہے۔" معترض کا یہہ لکھنا کہ "مدراس کیطرف دستور ہو گیا ہے۔ کہ جب کوئی صاحب خانگی ملازم کی ضرورت کا اشتہار اخبار میں چھپواتے ہیں۔ تو ساتھ ہی لکھ دیتے ہیں۔ کہ کسی دیسی عیسائی کو درخواست نہ بھیجنی چاہئے۔ مدراس کی نسبت صحیح ہوگا۔ مگر پنجاب اور ممالک مغربی و شمالی میں اور راجپوتانہ میں ہزارہا عیسائی خانگی ملازم انگریزوں کے ہاں مختلف کاموں پر مقرر ہیں۔ اور بدیانت و محنت اپنی خدمات کو انجام دیتے ہیں۔ ہاں یہہ سچ ہے کہ ہندو مسلمان نوکروں کو بعض انگریز ڈیم۔ فول۔ اور سور کہنے میں تامل نہیں کرتے۔ اور کبھی کبھی ٹھکرا بھی دیتے ہیں۔ لیکن عیسائیوں کے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کر سکتے۔ اور شاید یہہ بھی ایک سبب ہوگا کہ مدراس کے انگریز عیسائیوں کو نوکر رکھنا پسند نہ کرتے ہوں"۔ بیشک یہہ ہم بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ سُست اور خاین عیسائی ملازم سے چالاک و دیانتدار ہندو مسلمان ملازم بہتر ہیں۔" معترض کا یہہ کہنا کہ "اپنے دیس کے لوگوں کے ساتھ ملنے جلنے سے خود عیسائیوں کو شرم آتی ہے۔ اس لئے انمیں سے اکثر دھوبی کے کتے کیطرح نہ گھر کے نہ گھاٹ کے رہتے ہیں"۔ اُس کا افترا۔ اور مسیحیوں کے حق میں اسکے عناد قلبی و بدگمانی کو ظاہر کرتا ہے۔

آگرہ میڈیکل مشنری ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کی

سالیانہ رپورٹ سے۔ جو ابھی شایع ہوئی ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ اسکی قایمی کو اسوقت پورے دس برس گذرے ہیں۔ اس عرصہ میں اسکی طرف سے کثیر التعداد میڈیکل مشنریوں کو فن ڈاکٹری میں تعلیم دیکر بھیجا گیا ہے۔ جو ملک کے مختلف حصّوں میں محنت کررہے ہیں۔ اور ایک ڈاکٹر تھامس سالومن چرچ مشنری سوسیٹی کے متعلق بلوچستان میں کام کرتے ہیں۔

سال گذشتہ میں چار طالب علموں نے ڈپلوما حاصل کئے۔ اور مفصلہ ذیل مشنوں کے ساتھ شامل ہوئے۔

تھامس سالومن — ڈیرہ غازیخاں چرچ مشنری سوسیٹی
ہنری تھیوفلس — اجمیر۔ یو۔ پی۔ مشن
سموئیل سرفراز مسیح — نیمچ۔ کینیڈین پریسبیٹیرین مشن
تھیوفلس رسول — اس نوجوان نے اگرچہ مشن کیطرف سے تعلیم پائی۔ اور اُس مشن کے متعلق جسکی طرف سے آیا تھا مشنری کام کرنیکا اقرار کیا تھا۔ لیکن ڈپلوما حاصل کرنیکے بعد چند زیادہ روپیہ کی تنخواہ کے لئے۔ ایسا

کرنے سے انکار کیا۔ اور سنٹرل انڈیا میں کسی ریلوے کمپنی کی ملازمت اختیار کر لی۔ یہہ ایک نہایت ناشایستہ حرکت ہی۔ اور خوشی کی بات ہی۔ کہ انسٹی ٹیوشن کے متعلق یہہ ایک ہی کیس اس قسم کا وقوع میں آیا ہی۔ اور ہم یقین کرتے ہیں کہ پھر ایسا ماجرا واقع نہ ہوگا۔

اگلے سشن میں مختلف مشنری سوسیٹیوں کے اٹھائیس طالب علم یہاں تعلیم پاتے ہیں۔ امید ہی کہ ماہ اپریل میں پانچ طلبا کو ڈپلوما ملینگے۔ اور وہ اپنی مشنوں میں جہاں سے آئے تھے واپس جاکر کام کرینگے۔

اُن سبھی نوجوانوں کے لئے جو میڈیکل مشنری ہونیکے لئے علم طب تحصیل کرنے کے خواہاں ہیں۔ چند اسکالرشپ ممکن الحصول ہیں۔ اُن سب نوجوانوں کو جو انسٹی ٹیوشن میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر پادری ولینٹین صاحب کے ساتھ خط و کتابت کرنا چاہئے۔

ہم اپنے معزز اور بزرگ پرنسپل صاحب سے قریب تیس برس سے واقفیت رکھتے ہیں۔ اور ہمکو یہہ سنکر بڑا افسوس اور رنج تھا کہ تھوڑا عرصہ گذرا وہ بیمار تھے۔ اور گمان غالب تھا کہ آپ ولایت کو چلے جائینگے۔ لیکن بذریعہ معتبر یہہ معلوم کرنے سے ہمیں نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ کہ وہ اب اچھے ہیں۔ اور ولایت کو تشریف نہ لے جائینگے۔ بلکہ بدستور ہندوستان میں رہ کے خداوند کی خدمت کرتے رہینگے۔

بعض مسیحی احباب نے اُس مصرع طرح پر۔ جو نور افشاں نمبر ۴۶ میں دیا گیا تھا غزلیں لکھکر باستدعائے اندراج اخبار بھجوائی ہیں۔ لیکن ہم افسوس کرتے ہیں کہ انمیں ایک بھی اس قابل نہ پائی گئی کہ درج اخبار کی جاتی۔ لہذا ہم اُنکے شایع کرنے میں معذور ہیں۔ بہتر ہی کہ وہ اپنی اپنی غزلوں پر نظر ثانی کریں۔ اور اُنکے وزن اور ردیف قافیہ کو درست کرکے بھیجیں تو بخوشی نور افشاں میں جگہہ دیجائیگی بعض غزل حدِ اصلاح طلبی سے باہر ہیں۔ اور ہمیں اسقدر فرصت نہیں کہ غزل کے ہر ایک شعر کو اصلاح دیکر درست کریں۔

مُراسلا

ہاتھہ۔ کان۔ آنکھہ۔ زبان

کا

دلچسپ مناظرہ

کان

اسکے بعد حضرتِ کان کے بھی کان کھڑے ہوئے توکھڑے ہوکر اپنے فضائل کی تقریر دلپذیر یوں بیان کرنے لگے کہ:۔

حاضرین! قدرت نے میری بناوٹ ایسی عجیب و غریب بنائی ہی کہ جسکے سننے سے آپ دنگ رہ جائینگے[*] ہزاروں مختلف آوازوں میں تمیز کرنا میرا کام ہی۔ ہر ایک آواز کو سنکر ویسا ہی دماغ تک پہنچا دیتا ہوں اگر میں نہ ہوں تو انسان کی زندگی کس کام۔ بغیر میرے نہ کسی کی گفتگو نہ تقریر سمجھہ میں آسکتی ہی۔ نہ کسی کی بات معلوم ہوسکتی ہی۔ حضرت ہاتھہ نے جو تقریر اپنے فضایل ثابت کرنے کے لئے فرمائی۔ مجھہ بغیر وہ سب ہیچ در ہیچ تھی۔ اور کس مپرسی کی حالت میں پڑی رہتی۔ سب راگ اور گانا میرے بدون فضول۔ بچوں کی خوشی کے نعرے بیفایدہ۔ بڑے بڑے لسانوں کی تقریریں بے سود راگ کے سب ساز و باجے بے مطلب۔ چڑیوں کا گانا اور چہچہانا۔ ہوا کی شیریں کلامی پھول اور پتوں کا ہنسنا اور آپس میں باتیں کرنا۔ آب رواں کی گفتگو۔ درختوں کا آوسرد کھینچنا۔ یہہ سب کام اور باتیں میرے بغیر بیفایدہ اور بے آن ہو جائینگی۔ میرے بغیر یہہ دنیا ویرانہ نظر آئیگی۔

قصہ کوتہ کاشف اسرار ہوں
کان میں کہتا ہُوں شاہوار ہوں

راقم۔ مونہن لعل

[*] فٹ نوٹ۔ اصطلاح حکما میں میرا نام عضو غضروفی ہی جو سخت سخت عصبوں سے بنا ہوں۔ مگر ہڈی سے نرم ہوں۔ مجھے قدرت نے گوشت عصب حساس سے بنایا ہی۔ جب ہوا متحرک ہوتی ہی۔ تو عظم حجری کے چھیدوں میں داخل ہوتی ہی۔ عظم حجری۔ سر میں دو ہڈیاں ہیں انمیں وہ چھید ہیں جنمیں سے آواز ہوکر نکلتی ہی۔ مجھہ میں ایک اور عصب ہی جو فرش کیطرح اندر بچھا ہوا ہی۔ آواز اُسپر چھنک لیٹ کر صاف اور لطیف نہ ہوئے ادراک آواز نہیں ہوتا۔

کان

اندھوں کی خواب

اس عنوان کا ایک مضمون اخبار ششمہی میں شایع ہوا ہی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہی:۔

کچھہ مدت گذری اس دلچسپ ماجرہ کی تحقیق بعض اطبا نے کی تھی۔ جو اس امر کی حقیقت دریافت کرنے کے بڑے مشتاق تھے۔ کہ بچہ کس عمر کو پہنچکر اپنے گردپیش کے حالات سے ایسی واقفیت حاصل کرنے لگتا ہی۔ کہ جن نظاروں کا وہ مشاہدہ کرے۔ خواب میں بھی اُسے اُنکی یاد باقی رہے۔ اس غرض سے مختلف پبلک اور پرائیوٹ اندھے خانوں کے ایک ہزار اندھوں کا امتحان کیا گیا۔

اور اُنسے اس امر کے متعلق سوالات ہوئے۔ اور اس تحقیقات کے نتایج بڑی ہوشیاری سے قلمبند کئے گئے پس یہہ دریافت ہوا۔ کہ ایسے بچے جو قبل پانچ برس کے سن کے نابینا ہوگئے گردوپیش کی اشیاء دیدنی کو اپنے خوابوں میں شاذ ہی لا سکتے ہیں۔ اسکے قبل گو کہ وہ دیکھتے تھے۔ مگر اُسوقت تک اُنکے دماغ کے مرکز بصارت کو وہ قوت حاصل ہوئی تھی۔ کہ جن اشیاء کو وہ مشاہدہ کریں اُنکی درستی کے ساتھ یاد بھی رکھ سکیں ✚

سات اور آٹھ برس کے اکثر بچے بہت کچھ یاد رکھ سکتے ہیں۔ اور جب کبھی وہ خواب دیکھتے ہیں۔ انکے خواب ہمیشہ دیدنی کے متعلق ہوتے ہیں۔ نیند میں وہ اندھے نہیں رہتے۔ مرزمین خواب میں گویا اُنکی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ اور دنیا کی ایک جھلک پالیتے ہیں۔ مگر اُنکے خوابوں کی یہہ ایک عجیب وغریب کیفیت ہوتی ہے۔ کہ ساری دُنیا انکو بالکل اُسی حالت پر نظر آتی ہے۔ جیسا کہ اُنھوں نے اخیر مرتبہ قبل اندھے ہونے کے دیکھا تھا۔ مثلاً لنڈن کے محتاج خانہ میں ایک اندھا کنگال تھا۔ جو چھ برس کی عمر میں نابینا ہوگیا۔ اُسوقت اُسکی ماں ۲۵ پچیس برس کی جوان خوبصورت عورت تھی۔ چوالیس برس بعد جب اندھا پچاس برس کا ہوا اور اسکی ماں ۶۹ برس کی ضعیف کمزور سر سفید بڑھیا ہوگئی۔ اور اسی محتاج خانہ میں تھی۔ اندھے نے کئی مرتبہ اپنی ماں کو خواب میں دیکھا۔ اُسے مطلق یاد نہ تھا کہ کبھی اُسنے کسی بڑھیا کو بھی دیکھا تھا۔ پس اُسکی ماں اُسے خواب میں ہمیشہ وہی پچیس برس کی خوبصورت۔ جوان۔ زندہ دل بالکل ویسی ہی جیسا کہ اُسنے اندھے ہونے کے قبل اسے دیکھا تھا نظر آتی تھی ✚

زمانہ کی اس رکاوٹ میں بھی عجب رقت ہے۔ چاہے جہان کتنا ہی ضعیف ہوجاوے۔ اور اُس کے باشندوں کے سر روئی کا گالا ہوجاویں۔ مگر اس اندھے کی نظر ہمیشہ جوان ہے۔ اُسکے نزدیک گردش زمانہ بند ہوگئی اور جو لوگ اُسے یاد تھے وہ ہمیشہ نوعمر ہیں ✚

ایک اور اندھا تھا۔ جسکی آنکھیں گیارہ برس کی عمر میں بارود اُڑ جانے سے جاتی رہیں تھیں۔ وہ ایک پلٹنے کا بیٹا تھا۔ اُسنے اپنے باپ کو سُرخ کوٹ پہنے ہوئے دبلا پتلا سپاہی دیکھا تھا۔ تیس برس بعد جب اُسکا باپ بجائے دُبلے پتلے ہونے کے۔ ایک موٹا۔ تازہ۔ دیہاتی جنٹلمین تھا۔ یہہ اندھا ہمیشہ اُسے خواب میں ویسا ہی دبلا پتلا لال وردی پہنے ہوئے سپاہی دیکھتا تھا ✚

ایک اور لڑکا بارہ برس کی عمر میں لال بخار سے اندھا ہوا تھا۔ برسوں بعد وہ اپنے بھائی بہنوں اور ہمجولیوں کو جوانی بڑھاپے کو پہنچ چکے تھے ویسے ہی لڑکے اور لڑکیوں کی عمر کا دیکھتا تھا۔ ایک بھائی اسکا پارلیمنٹ میں تھا۔ اور ایک بھائی مہاجن تھا۔ کبھی کبھی وہ انکی اس حالت میں بھی اُنکو دیکھتا تھا۔ کہ ایک چھوٹا لونڈا دوکان میں بیٹھا ہوا کاروبار کی نگرانی کرتا ہے۔ اور دوسرا لونڈا پارلیمنٹ میں بزرگوں کو خطاب کرتا ہے۔ اُسکی دو بہنوں کی شادی ہوگئی تھی۔ اور اُنکے لڑکے بالے ہوئے تھے۔ مگر یہہ ان بچوں کی ماؤں کو ہمیشہ گویا دیکھتا تھا۔ کہ چھوکریاں ہیں اور اپنے جوان جوان بچوں کی تادیب کرتی ہیں ✚

راقم اکبر مسیح مختار باندہ

ایک چالبازی

جناب ایڈیٹر صاحب۔ تسلیم۔

میں آپ کا بہت مشکور ہونگا۔ اگر آپ اپنے اخبار میں میری اس تحریر کو سچائی کے پاس کے لئے درج فرمائینگے ✚

چند روز ہوئے۔ کہ میرا ایک خط پنجاب مشن نیوز میں نکلا تھا۔ جسپر آپ نے بھی ۲ دسمبر کے پرچہ میں ایک نوٹ لیا ہے۔ اس خط میں مینے یہہ ظاہر کیا تھا۔ کہ کسطرح سے "آریہ" لوگ موقع موقع پر چالبازیوں سے کام لیتے ہیں۔ ہمارے دفتر کے دو آریوں نے اپنے افسر سے اس بہانہ سے رخصت حاصل کرنیکی کوشش کی تھی۔ کہ آج ہمارا تیوہار ہے (اُس دن دسہرہ تھا) اور ہمیں رخصت دیجائے۔ مگر شکر ہے کہ اُنہیں رخصت نہ ملی۔ جب ہم لوگوں نے جرح کے چند سوال اُنسے کئے۔ کہ کیوں صاحب۔ یہہ تیوہار آپ کا تو نہیں تھا۔ آپ نے ایسا کیوں کہا؟۔ تو اُنمیں سے ایک نے کہا۔ کہ نہیں صاحب۔ ہمارا مطلب تو تماشہ دیکھنے سے تھا۔ اب میرا اعتراض یہہ تھا کہ یہہ لوگ کس قسم کے (چالباز) ہیں۔ کہ چند گھنٹوں کی رخصت کے لئے (اور وہ رخصت بھی تماشہ دیکھنے کی غرض سے) اس قسم کی کارروائی سے کچھ جھجھک معلوم نہیں کرتے۔ میں نے حیرانی اور تعجب کے ساتھ آریہ پتر کا مورخہ ۲۴ نومبر میں اس خط کے متعلق ایک نوٹ دیکھا جسمیں ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "بیشک دسہرہ ہمارا تیوہار ہے"۔ اب میں آپ کے ناظرین کے سامنے آریوں کے سوامی دیانند جی کی شہادت پیش کرتا ہوں۔ کہ وہ اس معاملے میں کیا رائے رکھتے ہیں ✚

آریہ گزٹ مطبوعہ ۱۵ اگست ۱۸۹۰ء میں پنڈت دیانند جی کے جیون چرتر کے ضمن میں لکھنؤ کے ایک رئیس۔ اور پنڈت صاحب کے درمیان جو سوال و جواب چھپے ہیں۔ انمیں سے اس سوال کے جواب میں کہ "کیا رام لیلا دیکھنا دوش ہے؟" ✚

پنڈت صاحب نے فرمایا کہ "ہاں دوش ہے۔ ہزار ہتیا کے برابر ہے" ✚

اب میں آریہ پتر کا کے ایڈیٹر صاحب سے پوچھتا ہو۔ کہ یہہ آپ کے سوامی صاحب کیا فرماتے ہیں؟ - اب دونوں میں کسکی بات یقین کی جانے کے لایق سمجھتے ہو۔ کیونکہ دونوں متضاد باتیں تو ٹھیک نہیں ہوسکتیں:: بہر صورت اگر یہہ تیوہار آپ کا ہی ہے۔ تو میں بہت ممنون ہونگا۔ اگر آپ مجھے چند ذیل کے سوالوں کا جواب عنایت کرینگے +

۱۔ اگر دسہرہ آپ کا ایسا ہی تیوہار ہو جیسا کہ ہندوؤں کا تو کیا پچھلے دسہرہ میں آپ۔ آپ کے پریسیڈنٹ صاحب اور دیگر لیڈنگ آریہ اس میلے کو دیکھنے گئے تھے۔ اگر نہیں تو کیوں؟ +

۲۔ ہندو لوگ ہر سال دسہرہ کرتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہہ تیوہار انکا ہے:: اگر یہہ تیوہار آپ کا بھی ہے۔ (جیسا کہ آپ کہتے ہیں کہ ہے) تو آریہ سماج لاہور اور دیگر آریہ سماجوں نے آجتک کتنے تیوہار دسہرہ کے منائے ہیں۔ اور اس موقعہ پر راون وغیرہ کا سوانگ بنا کر جلایا ہے؟ اگر اس کا جواب دیں۔ کہ آجتک کسی آریہ سماج نے کبھی اور کہیں ایسا نہیں کیا۔ تو کیا اس کا صاف یہہ مطلب نہیں ہے۔ کہ اپنے بھائیوں کو ڈیفنیڈ کرنے (بچانے) کے لئے آپنے چالبازی سے کام لیا ہے +

۳۔ اگر دسہرہ آپ کا ہی تیوہار ہے۔ اور آپ کے آریہ بھائیوں کو ضرور چاہئے۔ کہ ایسے افسروں کو اس موقعہ پر رخصت حاصل کرنے کے لئے تنگ کیا کریں۔ تو آپ کے سوامی جی تو اپنی کتاب سنسکار ودہی میں (جو آریوں کے رسوم کی مستند کتاب ہے) اس کا ضرور ذکر کر گئے ہونگے۔ صفحوں وغیرہ کے حوالے سے اس کا جواب دیجئے +

۴۔ آپ کسطرح کہتے ہیں کہ "دسہرہ وہ دن ہے جس دن ایک بڑا آریہ (البتہ دیانندی نہیں) رام چندر اپنے اباو اجداد کی سلطنت میں واپس آیا"۔ کیا آپ کو اپنے تیوہار کی ہی خبر ہے؟ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ کہ دسہرہ انکے واپس آنیکا دن نہیں۔ بلکہ یہہ وہ دن ہے۔ جس دن اُنہوں نے لنکا کے راجہ راون پر فتح حاصل کی تھی +

اس سے کافی طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ نے اپنے بھائیوں کے بچاؤ کے لئے یہہ بناوٹ بنائی ہے:: مگر آپ کی اس تمام چالبازی سے۔ کیا وہ لوگ اپنی ناپاک کارروائی سے بچ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں:: جہاں اُنہونے اپنے افسر سے رخصت حاصل کرنے کے لئے چالبازی کی تھی آپ نے بجائے اپنے ان آریہ بھائیوں کی اس کارروائی پر افسوس ظاہر کرنے کے۔ اُنکی تائید کرنے کے لئے اسقدر گھڑنت گھڑی ہے:: مگر خیر چونکہ میں آپکی تحریر کے موافق) شارپ یا تیز ہوں۔ اسلئے آپ کو پکڑ لیا ہے۔ آیئے نکلئے میدان میں مذکورہ بالا سوالوں کا دلیری کے ساتھ جواب دیجئے۔ ورنہ آپکی ہزیمت ظاہر ہوگی آپکو یہہ یقین کرنا چاہئے کہ بناوٹی باتوں کے بڑے بڑے محل سچائی کے چھوٹے گولوں کے سامنے ہمیشہ چکناچور ہی ہوتے رہے ہیں۔ اور اب بھی چکنا چور ہونگے

راقم آپ کا دہی دوست
ایک کلرک از لاہور

کام کی محبت

سلسلہ کے لئے دیکھو نور افشاں نمبر ۴۸

پچھلے آرٹیکل میں ہمنے جوش کا کچھ ذکر کیا تھا۔ اب ہم ناظرین کی خدمت میں ایک اور بات پیش کرتے ہیں۔ جو ارادہ کو فعل میں لانے کے لئے ہمت اور جوش کیطرح لازمی ہے۔ اور وہ

(۳) ارادہ کردہ شدہ فعل کی محبت ہے۔ جسطرح ہمت اور جوش کی عدم موجودگی میں کسی کام کو انجام دینا مشکل ہے۔ اُسیطرح اس صفت کی غیر حاضری میں اُسکا پورا کرنا غیر ممکن ہوگا:: بچپن کا زمانہ غور کے لایق ہے:: ہم وہ وقت یاد دلانا چاہتے ہیں۔ جبکہ ماں باپ آپکو سکول بھیجتے تھے۔ مگر آپ چوری چھپے گلی کوچوں میں گولیاں کھیلنے۔ یا پتنگ اُڑانے۔ یا آسمان پر کبوتروں کی قلابازیاں دیکھنے لگ جاتے تھے۔ اور گھنٹوں میں گذار دیتے تھے:: اُسوقت سکول سے گریز کرنیکا سوائے اسکے۔ کہ پڑھنے سے الفت نہ تھی۔ کوئی اور سبب نہ تھا:: اگر اُن دنوں والدین کیطرف سے گوشمالی۔ اور اُستاد کی صورت ملک الموت کیطرح ڈرانیوالی نہ ہوتی تو آپ قاعدے کتاب کو تو بالائے طاق رکھتے۔ بلکہ اُسکی بھی گولیاں بنا کر کھیل میں ایسے مصروف ہوتے کہ صبح سے کھیلتے کھیلتے شام کر دیتے۔ اور پھر نہ تھکتے:: پڑھنے سے اُنس نہ تھا۔ اس لئے اُس سے پہلوتہی کرتے تھے کھیلنے سے طبیعت کو لطف ملتا تھا۔ اسواسطے اُس میں مشغول رہتے تھے۔ لیکن اُستاد کی صورت موصوف نے اتنی عنایت کی کہ کچھ کچھ پڑھتے بھی رہے:: اتنے میں وہ وقت آپہنچا۔ کہ شاعروں کے جادو بھرے خیالات اور مصنفوں کی عشق انگیز تصنیفات سمجھنے کا مادہ پیدا ہوا طبیعت کچھ شباب کے لحاظ سے۔ کچھ سمجھ کے زیادہ ہو جانے کے سبب سے اِدھر راغب ہوئی۔ شوق پیدا ہوا تو اور بھی قسم قسم کی کتابیں دیکھنے لگے:: پھر تو ایسے مصروف ہوئے کہ رات دن ایک کرکے دکھا دیا۔ اور جدھر رجوع ہوئے۔ کمال ہی پیدا کرکے چھوڑا۔ اگر شاعری کیطرف جھکے تو شاعروں میں نام حاصل کیا۔ اگر فلسفہ کیطرف گئے تو فلاطون اور ارسطو سے پانی بھروایا۔ اگر سائنس کیطرف میلان ہوا۔ تو وہاں بھی اپنا سکہ جما کر بیٹھے:: اس ترقی اور کمال کا باعث ماں باپ کی

سرزنش - یا اُستاد کی دھمکی نہ تھی - اسکا باعث وہی محبت تھی - جو تحصیل علم کے لئے آپ کے دل میں پیدا ہوئی ماباپ کی سختی اور استاد کا غضب اس رتبہ تک پہنچانے میں قاصر ہی :. آپکو ضرور کسی ایسے لڑکے کا حال یاد ہوگا - جس کے ماباپ نے ہر طرح سے کوشش کی کہ وہ علم حاصل کرے - کبھی اسکو مٹھائی لے دی - کبھی عمدہ کپڑے بنوا دیے - کبھی گھڑی خرید دی - کبھی نصیحت سے سمجھایا - اور جب یوں نہ مانا تو مشکیں کسکر دھوپ میں ڈالدیا - یا کبھی کوٹھری میں بند کر دیا - کبھی کھانا نہ دیا - کبھی پیٹ ڈالا :. غرضیکہ لاڈ دلار سے زور جبر سے - جو کچھ کرسکتے تھے - انہوں نے سب کچھ کیا - لیکن اسپر کچھ اثر نہ ہوا - اگر ہوا تو یہہ کہ اور بھی چکنا گھڑا بنا دیا :. اگر اُسمیں پڑھنے لکھنے کی محبت ہوتی - تو وہ خود بخود علم حاصل کرنے میں لگا رہتا - اور ایسی درشتی اور نرمی کی چنداں حاجت نہ ہوتی :. مگر چونکہ علم سے اُنس نہ تھا - اس عنایت اور سختی نے بھی کچھ کام نہ کیا - اور وہ خالی کا خالی رہا :. صرف علم ہی میں نہیں بلکہ ہر ایک ہنر - ہر ایک حرفہ - اور ہر ایک کام میں اس بات کی تصدیق ہوتی ہی +

کام سے لذت اُٹھانے کا ایک فایدہ یہہ ہوتا ہی - کہ انسان اُسمیں زیادہ توجہہ صرف کرتا ہی - ہمیں ایک لطیفہ یاد آتا ہی - گو وہ ظرافت سے بھرا ہوا ہی - تاہم اس موقع پر نہایت نصیحت آموز معلوم ہوتا ہی :. کہتے ہیں کہ ایک نوجوان صاحب کمرے میں بیٹھے اپنی منسوبہ کے محبت نامہ کی راہ دیکھ رہے تھے مگر اتفاق سے نامہ بر کو دیر لگ گئی - ایک ایک پل صدیوں کے برابر گذرنے لگا - کبھی اندر آتے - کبھی باہر جاتے - کبھی آہ سرد بھر کر کرسی پر گر پڑتے تھے - کبھی پھر اُٹھکر دریچہ سے جھانک لیتے تھے :. اسیطرح بہت ہاتھ پانوں مارے ایڑیاں رگڑیں - لیکن نامہ بر کی بو تک نہ آئی :. آخر اس اضطراب میں صاحب کو یہہ سوجھی کہ چٹھی رسان تو کیا جانے کب آئے چلو ہم ذرا خط ہی بنالیں :. آئینہ ڈھب سے رکھکر صابون ملنا شروع کیا جب ریش مبارک کے بال خوب بھیگ گئے - تو آپ نے اُسترا اٹھایا - اور صفائی شروع کی لیکن دھیان چٹھی رسان کیطرف اب بھی لگا ہوا ہی :. دروازہ کیطرف بار بار دیکھتے جاتے ہیں - مونچھوں کے نزدیک جب اُسترا پہنچا - تو کسی نے کواڑ کھٹکھٹا کر کہا حضور چٹھی: چٹھی کا نام سنتے ہی بے اختیار منہہ پھیرا - اور یہہ بھول گئے کہ ہاتھ میں اُسترا ابھی ہی :. منہہ پھیرنا تھا - کہ نصف ناک نذرِ [illegible] گھبرا کر اُٹھے - تو اُسترا ہاتھ سے نکلکر پانوں پر بیٹھا - وہاں انگوٹھا قلم کر دیا :. اب فکر یہہ لگی کہ چٹھی رسان کے سامنے ہوں تو کیونکر ہوں :. سوچتے سوچتے یہہ ٹھہری - کہ ناک کا ٹکڑا اسکی جگہہ - اور انگوٹھا اسکی جگہہ لگا دوں - اور پھر چٹھی لینے جاؤں :. جھک کر اُٹھانے لگے مگر یہہ بھی بے توجہی سے - جلدی جو کی تو ناک کا ٹکڑا پانوں میں - اور پانوں کا انگوٹھا ناک میں لگ گیا - عجیب الخلقت بن گئے :. چاہے یہہ بات سچ ہو یا نہ ہو - لیکن اس امر کا انکار کوئی نہیں کرسکتا - کہ بے توجہی کے نتیجے اسی قسم کے ہوتے ہیں :. اگر اس لطیفہ کا ہیرو ایک کام توجہہ اور رغبت سے کرتا یعنی اگر انتظاری کرنے لگا تھا - تو انتظاری ہی کرتا - یا اگر خط بنانے لگا تھا - تو خط ہی توجہہ سے بناتا - تو ناک اور پانوں کی کھنڈت نہ ہوتی +

ایک اور فایدہ کام سے لذت اُٹھانے کا یہہ ہوتا ہی - کہ جتنا حصہ اُس کام کا دل کی خوشی اور رضامندی سے کیا جاتا ہی - وہ نکتہ چینی - اور عیب گیری سے بری ہوتا ہی - بلکہ اعلیٰ درجہ کی خوبصورتی - اور کمالیت ظاہر کرتا ہی :. ایک مرتبہ ایک دوست کے ہاں جانے کا اتفاق ہوا - وہ کچھ لکھ رہے تھے - قلم آندھی کیطرح چل رہا تھا - اور روشنائی کسی جگہہ تو اتنی گرتی تھی کہ ساری جگہہ کالی ہوجاتی تھی - اور کسی جگہہ اتنی تھوڑی - کہ عینک لگاکر بھی دیکھئے - تو حروف مشکل سے نظر آتے :. اُنسے پوچھا کہ بھائی اتنی جلدی کیوں کرتے ہو؟ کوئی تلوار لوٹے نہیں ہو؟ - جواب دیا - ارے بھئی خاموش بھی رہو - بلا کو سر سے ٹلنے دو :. اِدھر وہ یہہ جواب دیتے تھے - اور اُدھر اُنکا دست خط زبان حال سے یہہ کہہ رہا تھا - میاں تم نے تو مفت میں جواب دینے کی تکلیف اُٹھائی - یہہ تو صرف میری طرف دیکھنے سے معلوم ہوجاتا - کہ آپنے بلا ہی ٹالی ہی :. اگر ایسے خط کے مقابل ایک نستعلیق خوشخط رسالہ رکھدیا جائے - تو اس کا ایک ایک نقطہ اور شوشہ پکار کر یہہ کہیگا - کہ مجھکو یہہ خوبصورتی اور خوش اسلوبی - اور میرے لکھنے والے کو تحسین و آفریں ہرگز نصیب نہ ہوتی - اگر وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مجھکو محبت کے ساتھ نہ لکھتا - اور میری خوبصورتی کو بہم پہنچانے میں زر زور اور مغز خرچ نہ کرتا - کیسی کیسی تصویریں نظر سے گذرتی ہیں - جنکا دلکش کمال دیکھنے والوں کو حیرت کا پتلا بنا دیتا ہی :. کیسی کیسی عمارتیں آنکھوں کے سامنے آتی ہیں - جنکی بے مثلی اور بے نظیری پر لوگ عش عش کرتے تھکتے نہیں :. کیسی کیسی اولوالعزمیاں سننے میں آتی ہیں - جنکا فقط تذکرہ سامعین کے اندر امنگوں کے دریا جاری کر دیتا ہی :. کیسی کیسی جان نثاریاں واقع ہوتی ہیں - جنکا محض علم دل میں جوش کی آگ بھڑکا دیتا ہی :. پر اگر ان تمام علمی اور جنگی - اور مذہبی کاموں کی تہ میں نظر کریں - تو انکی بنیاد اسی محبت پر پائینگے - جس کا ذکر ہم کر رہے ہیں +

سب سے بڑا فایدہ کام کی محبت سے یہہ ہوتا ہی کہ اپنے کام کو کرنیوالا پورا کرکے چھوڑتا ہی :. وہ نصف یا تین چوتھائی پورا کرنے سے خوش نہیں ہوتا :. اسکی خوشی

+ بہادر - ایڈیٹر -

اُسوقت کامل ہوتی ہی جبکہ وہ تمام وکمال اُس کام کو انجام دیچکتا ہی :: نہ وہ کبھی تھکتا اور نہ کبھی شکایت ہی کرتا ہی :: اب ہم اُن احباب کیطرف مخاطب ہونا چاہتے ہیں۔ جو مسیحی مذہب کے فیض و فضل سے۔ اور اُسکی لذت سے واقف ہو چکے ہیں۔ مگر دنیوی پابندیوں کے سبب سے اپنے ایمان۔ اور نجات کے کام کو پورا نہیں کرتے یہہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اس لذت کا گھٹانا۔ اور بڑھانا بیرونی اسباب پربہت منحصر ہی :: اگر آپ شہد کھاتے کھاتے حنظل کا لقمہ بھی لے لیں۔ اور پھر شہد کی خالص شیرینی چاہیں۔ تو یہہ ناممکن ہو۔ اگر صاف اور غیر لذت درکار ہو۔ تو اُسی اکیلے کو استعمال کرنا چاہئے :: پیارو مسیح کا اقرار کرو۔ کیونکہ اُس کا اقرار کرنا ایمان کے کام کو پورا کرنا ہی :: دل میں ماننا۔ اور ظاہر میں اقرار نکرنا۔ گویا ایک عمارت کو نصف حصہ تک تیار کرکے چھوڑ دینا ہی اگر مکان کی دیواریں تیار کیجائیں۔ کھڑکیاں اور دروازے اندازہ سے لگا دئے جائیں۔ آئینے موقعہ بموقعہ سلیقہ سے جڑ دئے جائیں۔ قالینوں کے فرش ٹھاٹھ سے بچھا دئے جائیں۔ لیکن اگر اس نیم تیار سجے ہوئے مکان پر چھت نہ ہو۔ تو اس زیبایش سے کیا سود؟ :: عزیزو ایمان کے مکان کو ضرور پورا کرنا چاہئے۔ تا کہ خداوند کے لئے ہیکل تیار ہو۔ تا کہ وہ اُسمیں بسے۔ اور اسکی سلطنت اُسمیں قایم ہو۔ اور دُنیا جانے۔ کہ تم اُسمیں حظ اُٹھاتے ہو۔ اور وہ تم میں :: ڈاکٹر پنٹی کاسٹ صاحب نے ایک دن اپنے لکچر میں ذیل کا قصہ بیان کیا۔ اور چونکہ اس جگہہ بھی اس کا بیان زیبا معلوم ہوتا ہی۔ اسلئے ہم پیش کرتے ہیں :: ملک سکاٹلینڈ میں جب اس بات کا چرچا ہوا۔ کہ ہندوستان۔ چین۔ اور جاپان میں مشنریوں کے بھیجنے کا انتظام کرنا چاہئے۔ تا کہ وہاں جاکر انجیل مقدس کی بشارت دیں۔ تو ایک نوجوان لڑکی کے دل میں یہہ آرزو پیدا ہوئی۔ کہ میں بھی وہاں جاؤں۔ اور جاکر اپنی بہنوں کو مسیح کے فضل اور محبت کی خبر دوں :: ماں کو چپکے سے کہا۔ پیاری ماما (اس ماما کو دائی والی نہ سمجھیں۔ اہل برطانیہ ماں کو کہتے ہیں) میری پیاری ماما میں تو ہندوستان جاؤنگی :: ایک تو دل کی ماننا کچھ حسب و نسب۔ اور مال و دولت کا غرور۔ بڑھیا نہایت ملول ہوئیں :: تھوڑی دیر تک سکتہ کے سے عالم میں رہیں۔ مگر جب بیٹی کو بار بار یہی کہتے سُنا تو جھڑک کر یہہ جواب دیا۔ ارے لڑکی۔ تو کہیں دیوانی ہوگئی ہی؟ یہہ کیا رٹ لگائی ہی؟ ہندوستان جاؤں گی۔ ہندوستان جاؤں گی۔ باولی! کہیں تیری عمر کی لڑکیاں بھی ایسے ایسے کام کرسکتی ہیں؟۔ ہاں میں مانتی ہوں کہ یہہ کام بہت اچھا ہی۔ پر بیٹی تم ایسی نازپروردوں سے نہیں ہوسکتا۔ اگر چاہو تو روپیہ سے۔ پیسے سے مدد دو۔ ہم تمکو نہیں روکینگے۔ مگر جانے کا نام نہ لو :: بیٹی نے روتے اور ماں کی بلائیں لیتے ہوئے کہا۔ پیاری ماں مجھے جانا ہی۔ اور میں ضرور جاؤنگی :: ماں نے۔ باپ نے۔ دوستوں نے ہر چند منع کیا لیکن وہ کب مانتی تھی :: اُسکے اندر یہہ صدا آرہی تھی۔ اُٹھ۔ اور اس مبارک کام کو انجام دے :: اُسنے اس آواز کو سُنا۔ اور اُسکے بموجب عمل بھی کیا :: اسیطرح کے اور ہزاروں تاریخی قصے موجود ہیں :: مثلاً شہدا کے احوال جنکے مطالعہ سے دل اُمڈ آتا ہی۔ اور آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتی ہیں :: اُنکا سولی دیا جانا۔ شکنجوں میں کھینچا جانا۔ پتھراؤ کیا جانا۔ قید میں ڈالا جانا۔ اور آروں سے چیرا جانا اس بات پر شہادت دے رہا ہی۔ کہ وہ اپنے ایمان سے اور اقرار سے لذت اُٹھاتے تھے۔ اور اس لذت کے مقابل ان تمام مصیبتوں کو ناچیز سمجھتے تھے۔ عزیزو تم بھی مسیح کا اقرار کرو۔ اور اس مبارک کام کو انجام دو :: (باقی پھر)

راقم طالب

منقولات

تخلیہ مصر

آجکل معاملات مصر کی طرف سلاطین یورپ کی پھر توجہہ مبذول ہوئی ہی۔ ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ۵۴ء میں روم و روس میں ایک عظیم جنگ ہوئی جو جنگ کریمیا کے نام سے مشہور ہی اور جسمیں عمر پاشا نے اپنی فتحمندی اور شجاعت و بہادری کی وجہہ سے شہرت حاصل کی۔ اور ترکی فوج میں ایک تاریخی جنرل مشہور ہوا ۷۷ء کی جنگ روم و روس میں غازی عثمان پاشا نے بھی ویسی ہی شہرت حاصل کی تھی۔ لیکن فرق صرف اتنا ہی۔ کہ وہ شہرت فتحمندی کی شہرت تھی۔ اور اس شہرت کے ساتھہ شکست بھی شامل تھی۔ لیکن انصاف کی بات یہہ ہی کہ غازی عثمان پاشا نے بھی اپنی طرف سے تہور اور تدبیر میں کوئی کسر نہیں رکھی تھی ::

شکست و فتح نصیبوں سے تھی ولے اے میر
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

جنگ کریمیا میں فرانس اور انگلستان نے بھی ترکوں کی مدد کی اور اپنی اپنی فوجیں میدان جنگ میں روانہ کیں۔ اور قلعہ سباسٹوپول روسیوں سے چھین لیا۔ اس فتح کی خوشی میں ہندوستان میں بھی چراغان ہوئی ::

فرانس اور انگلستان کا اگرچہ اس سے پیشتر بھی کسیقدر باہمی ارتباط تھا۔ مگر اس جنگ کے بعد اتحاد بہت بڑھ گیا اور اس بات پر اتفاق ہوگیا کہ مصر پر ان دونوں سلطنتوں کا اقتدار قایم رہے اگرچہ اس اقتدار میں عربی پاشا کے شور و شر کے زمانہ تک دونوں سلطنتوں کی شرکت رہی مگر

پھر بھی انگلستان کا پلہ بھاری رہا۔ جس زمانہ میں عربی پاشا نے سر اُٹھایا اور توفیق پاشا حکومت مصر سے معزول ہوکر انگریزی جنگی جہازوں میں پناہ گزین ہوا تو انگلستان اور فرانس کو جو مصر کے امن و انتظام کے ذمہ دار تھے لازم ہوا۔ کہ عربی پاشا کی شورش کو موقوف کر کے مصر میں امن قایم کریں۔ چنانچہ دونوں سلطنتوں نے اپنی اپنی فوجیں عربی پاشا کے مقابلہ میں کھڑی کردیں عین اسوقت جبکہ اسکندریہ پر گولہ باری ہو رہی تھی فرانس نے اپنی فوجیں واپس ہٹالیں اور انگلستان تنہا جنگ میں پھنسا رہا۔ آخر اُسکو فتح حاصل ہوئی :: اور عربی پاشا گرفتار ہو کر سیلون میں بھیجا گیا۔ اور انگلستان نے توفیق پاشا کو از سر نو تخت مصر پر بٹھایا۔ اسوقت سے مصر میں فرانس کے اقتدار کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔ اور صرف انگلستان کا اقتدار قایم رہا جو اب تک ہے۔ فرانس اب اپنی غلطی پر پچھتاتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ از سر نو مصر پر اس کا اقتدار قایم ہو مگر انگلستان کیونکر اُسے کامیاب ہونے دیتا ہے۔ وہ سر توڑنے کو موجود ہے۔ ناچار اُسنے یہہ چال پھیلایا کہ روس۔ اور ٹرکی کے ساتھ گٹھ گیا :: اور دونوں نے ملکر سلطان المعظم کو اکسایا۔ کہ انگلستان سے مصر خالی کر دینے کی درخواست کرے ::

چنانچہ آجکل ٹرکی کے سفیر اور وزارت انگلستان میں اس بات میں گفتگو ہو رہی ہے۔ لبرل پارٹی کا منشا ہے۔ کہ مصر سے فوج واپس لے لینی چاہئے۔ اور کنسرویٹیو وزارت کی رائے ہے۔ کہ مصر کا قبضہ چھوڑ دینے سے پھر وہی بدامنی پھیل جائیگی جسکو بڑی مشکلوں سے گورنمنٹ انگلشیہ نے دور کیا ہے +

سلطنت عثمانیہ کی رعایا انگریزی قبضہ مصر سے بیشک ناراض ہے :: اور ہندوستان کے مسلمان بھی اس قبضہ سے ناخوش ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ باوجود دوستی کے جسکو سلطان عبد المجید خان کی تخت نشینی کے زمانہ سے جو سنہ ۱۸۳۹ء میں ظہور میں آئی زیادہ تر استحکام ہوتا گیا ہے۔ کیوں سلطان کا ایک زبردست اور زرخیز علاقہ جسکی تیرہ کروڑ آمدنی ہے انگریزوں نے دبا لیا۔ لیکن اگر پولٹیکل تعلقات پر غور کیا جائے تو یہہ ناراضی محض فضول ہے :: انگلستان کے تعلقات مصر سے ایسے ضروری ہیں کہ اگر وہ اقتدار سے درگذر کر مصر پر قبضہ بھی کرے۔ تو ناحق نہیں ہے۔ بلکہ حق بجانب ہے :: نہر سویز کے سبب انگلستان کے تعلقات مصر کے ساتھ اور بھی مضبوط ہو گئے۔ کیونکہ یہی رستہ ہندوستان کو آنے کا ہے۔ اگر اسپر فرانس یا روس قابض ہو جائیں تو انگلستان کی آمد و رفت کو بالکل بند کر سکتے ہیں۔ اور سلطنت انگلشیہ کی بے اجازت نہر سویز میں جنگی جہاز لا سکتے ہیں :: علاوہ اسکے اسمٰعیل پاشا سابق خدیو مصر جنے نہر سویز مصر کے خزانہ سے تعمیر کرائی چاہتا تھا۔ کہ اپنے باپ محمد علی پاشا کیطرح جسکو سلطان نے یہہ سرخط لکھدیا تھا کہ سلطنت مصر کی حکومت نسلاً بعد نسل تمہارے خاندان میں رہیگی :: اور محمد علی پاشا اس فرمان کو اپنی خود مختاری کا ایک پیش خیمہ سمجھتا تھا۔ خود مختاری اختیار کرے۔ چنانچہ جب نہر سویز مکمل ہو گئی۔ اور اسکے افتتاح کی رسم ادا کرنے کے واسطے محمد اسمٰعیل پاشا نے تمام سلاطین یورپ کے نام اپنے نام سے دعوتی مراسلے بھیجے۔ سلطان عبد العزیز خان کو یہہ حرکت ناگوار معلوم ہوئی۔ کیونکہ یہہ حق اُنکا تھا کہ وہ اپنے نام سے سلاطین یورپ کو مدعو کرتے نہ یہہ کہ اُنکے ایک ماتحت صوبہ کا حاکم اپنے نام سے مدعو کرتا۔ سلطان نے انگلستان کے مشورہ سے خدیو مصر محمد اسمعیل پاشا کو معزول کیا۔ اور محمد توفیق پاشا کو اُنکی جگہہ خدیو مصر مقرر کیا۔ توفیق پاشا کی حمایت کچھہ اسوجہہ سے انگریزوں پر لازم تھی کہ وہ اُنکا آوردہ تھا اور کچھہ اسوجہہ سے کہ اسکی حمایت میں اپنے حقوق کی حفاظت مدنظر تھی۔ اسیوجہہ سے عربی پاشا کے فتنہ کو فرو کر کے توفیق پاشا کو دوبارہ تخت نشین کیا :: پھر سوڈان کا فتنہ پیش آیا۔ انگلستان نے ہزاروں جانیں اور کروڑہا روپیہ صرف کر کے سوڈانیوں کو شکست دی۔ اگر اسوقت انگریز توفیق پاشا کی مدد نہ کرتے تو بیشک مہدی سوڈانی مصر پر قبضہ کر لیتا۔ گویا کہ یہ معنی فی الواقع گورنمنٹ انگریزی نے دوبارہ مصر پر فتح حاصل کی۔ اس فتح کے عوض اگر انگلستان مصر پر قبضہ کر لیتا۔ اور اپنی حکومت کا ایک صوبہ بنا لیتا تو حق بجانب تھا مگر انگلستان نہایت منصف مزاج اور ٹرکی کا سچا خیرخواہ ہے۔ وہ اپنے قبضہ کے دعوی سے دستبردار ہوا۔ اور صرف اپنا اقتدار قایم رکھنا چاہتا ہے۔ پس ان وجوہات سے مسلمانان ہند کا انگریزی قبضہ مصر سے ناخوش ہونا سراسر فضول ہے۔ یہہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر یورپ کی کسی اور سلطنت کا مصر پر قبضہ ہو گیا۔ تو ہندوستان میں ضرور بدامنی پھیل جائیگی۔ فرانس مصر خالی کرانیکی ناحق کوشش کرتا ہے۔ اُسکے تعلقات ہندوستان سے ایسے قوی نہیں جیسے کہ انگلستان کے ہیں فرانس کی صرف ایک چھوٹی سی آبادی ہندوستان میں ہے۔ اور انگریزوں کے ماتحت ہندوستان کی ۲۸ کروڑ رعایا ہے بالفرض روس کی مدد سے فرانس مصر پر قابض ہو بھی جائے تو اسکا نتیجہ کیا ہو گا۔ یہی کہ روس حکمت عملی سے یا جرمنی کے ساتھ سازش کر کے فرانس کو دم بکر مصر سے نکال دیگا :: اور خود اُسپر قابض ہو جائیگا۔ اور پھر ایک دن ایسا آئیگا۔ کہ جرمنی اور آسٹریا کی حمایت سے قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیگا :: اسوقت تمام یورپ اور خصوصاً فرانس پر جو تباہی آئیگی۔ اُسکا اندازہ قیاس سے باہر ہے :: نتیجہ یہہ ہو گا۔ کہ تمام یورپ روس کے قبضہ اقتدار میں آجائیگا قسطنطنیہ تمام یورپ کی جان ہے۔ یورپ کی سلطنتوں میں سے جسکے قبضہ میں یہہ ہو گا وہی تمام یورپ کا مالک ہو سکتا ہے۔ روس تو چاہتا ہے کہ قسطنطنیہ پر قبضہ کرے اور اسیوجہہ سے وہ بار بار سلطان سے جنگ کرتا ہے۔ مگر

سلاطین یورپ خوب جانتے ہیں کہ اُنکے قبضہ سے یورپ میں کیسا تہلکہ مچ جائیگا۔ یہہ بھی عین حکمت ہو کہ وہ ٹرکی جیسی ضعیف سلطنت کے قبضہ میں ہی جو ہمسایہ سلطنتوں پر دست درازی نہیں کر سکتی جن دنوں سلطنت ٹرکی طاقتور تھی اُنکے سامنے روس وغیرہ سلطنتوں کو کچھ بھی اقتدار حاصل نہ تھا ٹرکی نے روس فرانس سپین وغیرہ کے صوبہ دبائے تھے۔ اور اُنکے مقابلہ کی کسی سلطنت کو تاب نہ تھی۔۔ اب بھی اگر روس جیسی طاقتور سلطنت قسطنطنیہ پر قابض ہو جائے۔ تو کیا کچھ حشر برپا نہ کریگی قسطنطنیہ خاص تقسیم بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر ہو سکتا تو سلاطین یورپ کبھی کے حصے بخرے کر چکے ہوتے۔ مگر تقسیم کرنے میں۔ باہمی فساد کا اندیشہ تھا۔ اسلئے کسی سلطنت نے تقسیم کی رائے نہیں دی۔ الغرض سلطنت مصر کی جو حالت اسوقت ہو وہی بہتر اور قرین مصلحت ہو۔ فرانس اور روس جو سلطان کو تخلیہ مصر کی ترغیب دیتے ہیں یہہ اُنکی خودغرضی ہو۔ جو آخرکار خود سلطان ہی کے حق میں مضر ہوگی۔ اور خود اُنکو پچھتانا پڑیگا جسطرح قسطنطنیہ کا سلطان کے ماتحت رہنا مصلحت ہو۔ اسیطرح مصر کا بھی انگریزوں ہی کے قبضہ اقتدار میں رہنا سراسر حکمت ہو۔ کیونکہ مصر ایک ایسا صوبہ ہو جو تمام دنیا کا مرکز ہو اور یہہ امن پسند سلطنت ہی کے ماتحت ہونا چاہئے جو سب سلطنتوں کے واجبی حقوق کو ملحوظ رکھے +

آفتاب پنجاب

واقعات و آرائیں

ہمعصر مخزن مسیحی رقمطراز ہو کہ "حال میں ایک رسالہ گوکل اشٹمی کے بارہ میں شایع ہوا ہی جسمیں کرشن کے رفتار و گفتار کا تذکرہ کیا گیا ہی۔۔ ہندو اس رسالہ کے مضمون سے ناخوش ہیں۔۔ مقام ٹھاکر دوارہ میں بہت ہندو جمع ہوئے تاکہ مشورہ کریں کہ رسالہ کے مُصنّف کے لئے کیا کرنا بہتر ہوگا۔۔ تجویز ٹھہری ہی کہ سرکار میں نالش دائر کیجائے۔۔ خیر۔ یہہ تجویز تو اُنکی ہو ہی گئی ہی۔ لیکن ہم صلاح دیتے ہیں کہ پیشتر اسکے کہ کچہری میں خرچ کیا جائے وہ اُس رسالہ کے مضمون کو بھاگوت پُران کے مضمون سے مقابلہ کریں۔ اگر بھاگوت پُران میں بھی وہی مضمون ہو تو انصاف کی بات یہہ ہو۔ کہ مُصنّف رسالہ کے ساتھ بھاگوت پُران کو بھی کچہری میں پیش کریں۔ کیونکہ اُس رسالہ میں کرشن جی کا اتنا بیان نہیں ہو جتنا بھاگوت پُران میں ہی +

سَر جان والشم جو پیکن (چین) میں انگریزی منسٹر ہیں بذریعہ تار خبر دیتے ہیں کہ ضلع شیکو میں جو بیسی قتل کئے گئے وہ خبر صحیح ہی۔ لیکن مقتول سب دیسی عیسائی تھے۔ اور اُنمیں کوئی یوروپئین نہیں قتل ہوا۔۔ یہہ بھی خبر ہو کہ شاہی افواج نے باغیوں کا مقابلہ کیا۔ اور نقصان عظیم کے ساتھ انہیں شکست دی۔۔ پانچ سو باغی قتل کئے گئے۔ اور انکا سرغنہ بھی مارا گیا۔۔ مقام چیہو میں باغیوں کی ایک اَور گروہ کو شکست فاش دیگئی ہی +

لکھنؤ میں جو مقدمہ ہدایت رسول اور عیسائیوں میں مارپیٹ کا ہورہا تھا اسمیں دوشنبہ گذشتہ کو حکم دیا گیا۔ ہدایت رسول کو ڈیڑھ ماہ کی قید بامشقت اور پچاس روپیہ جرمانہ کا ذکر پہلے لکھا گیا ہی۔ یہہ بھی سُنا گیا کہ بحالت عدم ادائے جُرمانہ ایک ماہ اور قید بھگتنا پڑیگا۔۔ پانسو روپیہ کا مچلکہ بھی دینا ہوگا۔ اور دو ضمانتیں دو دو سو روپیہ کی کہ جنکے نہ دینے سے وہ ایک سال کے لئے اور بھی قید برداشت کرینگے۔۔ شروع میں جو جوش و خروش اُنکے سُنّی ہمدردوں کو تھا وہ آخر میں کم ہوگیا۔ کہاں تو سیکڑوں آدمی عدالت میں موجود رہتا تھا۔ کہاں سزا کے روز بمشکل انکے دس ہمدرد عدالت میں تھے۔ خبر ہو کہ چندہ جمع کرکے عدالت سشن جج میں اپیل کیجائیگی +

مدراس ٹیمز میں ایک پادری صاحب لکھتے ہیں کہ پچیس برس گذرے میں نے ایک مہتر کو بپتسمہ دیا تھا۔ اور اب اُس کا بیٹا تعلیم پاکے ایک مدرسہ میں پڑھاتا ہی اور برہمنوں اور چھتریوں کے لڑکوں کو ہائی سکول کے امتحان کے لئے تیار کرتا ہی" یہہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہی۔ دین عیسوی کی بدولت وہ جو نیچ کہلاتے تھے۔۔ اوپر اُٹھائے گئے ہیں۔۔ اب وہ زمانہ ہو کہ نیچ قوم والے تعلیم حاصل کرکے سرکاری دفتروں۔ اور ریلوے محکمہ میں کام کرتے ہیں۔ اور وکالت اور ڈاکٹری اور علم الٰہی میں دوسرے لوگوں سے کم نہیں ہیں +

راجپوتانہ کی دیسی ریاستوں کی مالی حالت

سالگذشتہ کی رپورٹ کے معائنہ سے اسطرح معلوم ہوئی کہ ریاست قرولی جسکی آبادی ایک لاکھ ۵۶ ہزار ہی اسکو سالگذشتہ میں سوا پانچ لاکھ روپیہ آمدنی ہوئی۔ اور خرچ نکال کر خالص بچت قریب پچاس ہزار کے ہوئی۔۔ ریاست بھرتپور نے سال ہذا میں آمدنی کی نسبت خرچ کم کیا۔ لیکن بھرتپور کی حالت ابتک خاطرخواہ نہیں ہی اور کل آمدنی صرف کرکے بھی یہہ ریاست ساڑھے بارہ لاکھ کی زیربار ہی۔۔ جودھپور کو سالگذشتہ میں ۴۲ لاکھ کی آمدنی ہوئی۔ جو قریب تمام کے اخراجات میں صرف ہوگئی۔۔ جیپور کی حالت اس سے بہتر ہی۔ اسکی آمدنی ساڑھے ۶۵ لاکھ روپیہ تھی۔ اور خرچ پچاس لاکھ سے کمتر تھا۔ پس اِس ریاست کو سالگذشتہ میں پندرہ لاکھ ستر ہزار کی خالص بچت رہی۔۔ الور کی آمدنی سے خرچ نکالکر سوا لاکھ روپیہ کی بچت ہوئی۔ اور گذشتہ سالوں کی بچت میں یہہ رقم اضافہ کرنے سے اس ریاست کی بچت کی مجموعی رقم

۴۹ لاکھ تک پہنچ گئی ہو۔، کوٹہ کی خالص بچت کی مقدار ڈیڑھ لاکھ بیان کیگئی ہو۔، بیکانیر کی آمدنی میں لاکھ تھی اور اسمیں سے خرچ نکالکر ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ کی بچت رہی۔ اور سابقہ بچت میں یہہ رقم جمع کرنے سے ۲۵ لاکھ ۷۰ ہزار خزانہ میں جمع ہوگیا ہو۔ کہ جسمیں سے ساڑھے بیس لاکھ روپیہ کے پراسیسری نوٹ خریدے ہیں۔

روس میں قحط نہایت خوفناک نوبت پر پہنچ گیا ہو۔ روسی حکام ان لوگوں کو سزا نہیں دیتے جو قحط سے عاجز ہوکر چوری کرتے ہیں۔ لوگ ہر طرح کے غلیظ سے پیٹ بھرتے ہیں جس سے وبائے تائفس پھیل گئی ہو۔ ایک عورت نے فاقوں سے تنگ ہوکر پہلے اپنے تین بچوں کو مارڈالا۔ اور پھر خودکشی کرلی۔، جو لوگ خیراتی روپیہ تقسیم کرتے ہیں اُنکی دیانتداری مشتبہ ثابت ہورہی ہو۔ موسم سرما نے فاقہ کشوں کی مصیبت اور سخت کردی بکثرت مرے جاتے ہیں۔، انسان تو انسان مویشی اور گھوڑے بھی بکثرت ضایع ہوئے ہیں۔ قلت چارہ کے باعث ہزارہا گھوڑے ذبح ہوکے کھانے کے کام میں لائے جاتے ہیں۔ زار روس رعایا کی اس مصیبت سے سخت حیران و سرگردان ہیں۔، بہت کوشش کیجاتی ہو۔ کہ اصل حال پوشیدہ رہے۔ لیکن کہانتک پوشیدہ رہ سکتا ہو۔ لوگوں نے ڈاکہ زنی پر کمر باندھی ہو۔ مکانات لوٹتے اور ریل گاڑیاں لوٹ لیتے ہیں زیادہ مصیبت یہہ ہو کہ گورنمنٹ نے بیرونی امداد قبول کرنے سے انکار کردیا ہو۔ جرمنی میں چندہ کھلا تھا۔ روس نے نامنظور کیا۔ اس نامناسب شیخی سے روس میں اَور بھی نفرت پھیل رہی ہو۔ روس کا خیال ہو کہ بیرونی خیرات لینے سے اسکا رعب حکومت جاتا رہیگا۔

ہز آنر لفٹننٹ گورنر بنگالہ نے کمشنر پٹنہ کو لکھا ہو کہ جب میں آؤں تو میں نہیں چاہتا کہ کوئی میرا استقبال کرے۔ یا سٹیشن پر میری پیشوائی کے لئے آئے۔ میں خاموشی سے آنا چاہتا ہوں۔، بقول پہر نیر وزیہہ کسر نفسی ہز آنر کی ذاتی مہربانیوں اور رحم پر دلالت کرتی ہو۔، اگر ایک لفٹننٹ گورنر اس طریقہ پر کاربند ہو تو لاکھوں روپیہ جو رئیسوں کا اُنکے استقبالی ٹھاٹھ اور دعوتوں میں صرف ہوتا ہی بچ رہے۔

مخزن مسیحی مہاراجہ ہلکر کی رعایا پروری کی تعریف میں لکھتا ہو کہ جب اُنکی سواری نکلتی تھی انہوں نے دیکھا کہ پولیس والے لوگوں کے پاؤں سے جوتی اُترواتے۔ سر کے بوجھوں کو نیچے گرواتے چھتریوں کو بند کرواتے۔ اور طرح طرح سے اُنہیں دق کرتے اور آزار پُہنچاتے تھے۔، یہہ بات اُنکو پسند نہ آئی۔ اور حکم دیا کہ آیندہ کو ایسا نہ کریں۔

۵۔ دسمبر سنہ رواں کو صبح کے ڈیڑھ بجے نارتھ ویسٹرن ریلوے ملتان لاین پر سنگھرہ اور کاڑہ سٹیشنوں کے درمیان دو ڈاک گاڑیاں۔ جبکہ پوری رفتار میں جو ۴۰ میل فی گھنٹہ کے حساب سے ہوگی۔ دو مخالف سمتوں سے آتی ہوئی ٹکرا گئیں۔ دونوں ٹرینوں کے انجن ٹوٹ گئے۔ اور کئی گاڑیاں پاش پاش ہوگئیں۔ افسران ریلوے کی معرفت جو خبر ملی ہو اُس سے تو تین چار گاڑیوں کا پاش پاش ہونا ثابت ہو۔ مگر ایک اَور ذریعہ سے معلوم ہوا ہی کہ چھ گاڑیاں ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں۔، سرکاری بیان سے پتہ ملتا ہو۔ کہ ۲۵ یا ۲۸ مسافر مرے ہیں۔ اور قریب ڈیڑھ سو کے زخمی ہیں۔، بیان کیا جاتا ہو کہ سنگھرہ کے نائب سٹیشن ماسٹر کی غلطی سے جو اُسنے لاین کلیر دینے میں کی ہو۔ یہہ ہولناک حادثہ واقع ہوا۔، ایک دوسرا بیان ہو۔ کہ اپ ٹرین کے گارڈ نے ایک بھنگی کے ہاتھ سے لاین کلیر کا کاغذ لے لیا اور "آل رائیٹ" کہکر سگنل کا خیال نہ کیا۔ اسمیں اسکا بھی قصور رہی۔ خواہ کچھ ہی ہو۔ اور کسی کا قصور ہو۔ بہرحال یہہ حادثہ نہایت خوفناک واقع ہوا ہی۔ کہ جسکی مثال ہندوستان کی ریلوے کی تاریخ میں کمتر ملیگی۔

ضمیمہ پیسہ اخبار

بھنگا ضلع ہوشیارپور میں کچھ دن ہوئے کہ ایک بچہ کی لاش کھات کے ڈھیر میں سے برآمد ہوئی۔ پولیس تحقیقات میں سرگرم ہو۔ مگر ہنوز پتہ ندارد ہو۔، سماۃ کمی کی شہادت ہو کہ کسی عیار نے میرے صحن میں پھینک دیا تھا۔ میں نے اٹھاکر ڈھیر میں دبا دیا۔، وہ تین عورتیں شبہ میں گرفتار ہیں۔، غالباً یہہ کارروائی کسی نوجوان بیوہ کی ہو۔ جو در پردہ گناہ کرکے ایسے جرایم سنگین کی مرتکب ہوتی ہیں۔

آسٹریا میں امیر اور دولتمند لوگوں نے ایک انجمن قایم کی ہو۔ جسکا یہہ اصول ہو کہ تمام لوگ غریب لڑکیوں ہی کے ساتھ شادی کریں۔ اور اگر کوئی ایسا نہ کرے اور امیر بیوی تلاش کرے تو چار سو پونڈ جرمانہ میں دے۔ اور وہ جرمانہ کسی غریب دولہا دولہن کو دیا جائے۔ تجویز تو معقول ہو۔ کیونکہ اکثر لوگ مالدار بیویوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔

ملٹری لکھتا ہو کہ کلکتہ میں ایک تجویز ہوئی کہ کالجوں اور سکولوں کے متعلق سیونگ بینک قایم کئے جائیں۔ یہہ طریقہ یورپین ملکوں میں قایم ہو۔ اور مجوز چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں بھی اُسکی آزمایش ہو۔ جہاں کفایت شعاری ذاتی امر نہیں ہو۔ اگر سیونگ بینک اس قسم کے قایم ہوں تو کفایت شعاری کو ضرور ترقی ہوگی۔

موضع بھاگو والا پرگنہ نجیب آباد کا صفدر شاہ نامی وہ فقیر جسنے ایک چمار کے لڑکے اور منشی کندن لعل سب انسپکٹر پولیس نجیب آباد کو گولی سے مارڈالا تھا۔ خود بخود حاضر پولیس ہوگیا۔ اور عدالت سے سپردِ سشن

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

لنڈن میں ایک گروہ ڈاکوؤں کا گرفتار ہوا۔ جو ہندوقوں سے مسلح تھا۔ انکے پاس سے بہت سا قیمتی مال بھی برآمد ہوا۔ پولیس نے انکو گرفتار کرنے میں بڑی مردانگی دکھائی +

وزیر ہند نے لنڈن میں کہا کہ حکومت ایران و افغانستان میں دست اندازی نہ ہوگی۔ یہہ بھی کہا کہ وسطی ریاستوں کی آزادی قایم اور انکی دوستی برقرار رکھی جائیگی +

گورنمنٹ انگریزی نے کہا ہو کہ مصر کو خالی کرنے کے لئے کوئی تاریخ نہیں تبلائی جاسکتی۔ یہہ بھی کہا ہو کہ مصر میں سلطان کا دعوی مُسلّم ہو۔ وہ خاطر جمع رکھیں +

فرانس میں بھی جرمنی کیطرح فاحشہ عورتوں اور انکے بھڑوؤں کا انسداد کیا گیا ہو۔ ایک قانون کسبیوں کے خلاف بھی زیر تجویز ہو +

فرانس کا ایک اخبار لکھتا ہو کہ ڈارڈنلز سے روسی جہازوں کے گذر جانے کے معاوضہ میں شہنشاہ روس نے سلطان کو بقیہ خرچ جنگ گذشتہ بالکل معاف کر دیا +

زار روس جرمن ہو کر گذرے لیکن شہنشاہ جرمن سے عمداً ملاقات نہ کی حالانکہ شہنشاہ جرمن انسے ملاقات کرنے کے لئے بالکل مستعد تھے۔ معلوم نہیں اس کشیدگی خاطر کی کیا وجہہ تھی +

مسٹر گلیڈسٹون جب پیرس گذرینگے تو وہاں انکی اس رائے سے تشفی ظاہر کرنے کے لئے جو انہوں نے تخلیہ مصر کے بارہ میں دی تھی۔ انکو شاہی جلسہ دعوت دیا جائیگا +

یورپ میں کل سرکاری کتب خانوں میں ۲۲ کروڑ نسخے اور کتابیں موجود ہیں۔ اور امریکہ کی لائبریریوں میں پچاس کروڑ کتابیں جمع ہیں +

اٹلی میں انجیل کا کام بخوبی چل رہا ہو۔ وہاں فی الحال پاسٹروں۔ مبشروں اور استادوں کا شمار ۵۵۲ ہو۔ اور پروٹسٹنٹ کلیسائیں ۹۷۴ ہیں +

ملواکی میں ایک چلتی ٹرین پر ڈاکو پڑے گاڑی روکدی عجیب اندھیر ہو۔ خزانہ کی گاڑی پھوڑی ۵۰۰۰ ڈالر لیکر چلدیے۔ پتہ ندارد ہو +

اٹلی کے وزیر اعظم نے ۵ دسمبر کو پوپ آف روم کے خلاف ایک سخت تقریر کی۔ کہ پوپ کی طاقت مرگئی ہو۔ اگر وہ سر اُٹھائینگے۔ تو اٹلی و آسٹریا مل کر توڑینگے +

چینی صوبوں میں گورنروں کو یہہ حکم دیا گیا ہو۔ کہ فوراً اُن شخصوں کو قتل کرڈالیں جنہوں نے غیر ملک کے باشندوں کے برخلاف اشتہار جاری کئے تھے +

چین میں حال کی تمام بغاوتیں خفیہ جماعتوں کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ بانسو عیسائی قتل ہوئے۔ اور کئی گرجا جلائے گئے اور لوٹے گئے +

امیر کابل نے ایک فرمان جاری کیا ہو جسمیں از روئے قرآن تجہیز و تکفین مُردگان پر زیادہ خرچ کرنا منع کیا ہو۔ مُردوں کو ایسے اسراف بیجا سے کچھ ثواب نہیں پہنچتا +

سال گذشتہ میں ہندوستان میں ۲۱۴۱۲ آدمی سانپ کے کاٹنے اور ۲۰۶۴ آدمی جنگلی جانوروں سے ضایع ہوئے +

ہندوستان میں سرکاری مدرسوں کا شمار ۹۴۱۶۲ اور طلباء کا شمار ۳۰۰۰۰۰۰ ہو۔ دیگر مدرسوں کا شمار ۴۵۰۷۰ اور طلباء کا شمار ۵۰۰۰۰۰ ہو +

ہندوستان میں تجویز ہو کہ ملازمان فوج کے ساتھ ایک رعایت کی جائے۔ یعنی یہہ کہ جب وہ رخصت پر اپنے گھر جائیں تو ایک ہی کرایہ میں انکو آنے جانے کا ٹکٹ دیا جائے +

ٹیلیگو ہپٹسٹ مشن کے ڈاکٹر کلاگ صاحب نے اپنے کام کے واسطے ولایت میں ۱۴۰۰۰ پونڈ جو قریب ۲۴۰۰۰۰ روپیہ کے ہو چندہ وصول کیا ہو +

تخمینہ کیا گیا ہو کہ چھوٹی اور وسیع ریلوے تعمیر کرنے میں صرف ۲۵۰۰۰ ہزار روپیہ فی میل صرف ہوگا۔ کیونکہ تعمیرات پُل ہلکی۔ اور سطح زمین بخوبی ہموار ہو +

بڑی خوشی اور شکر گذاری کا مقام ہو کہ راچوتانہ مشن کے بزرگ و تجربہ کار مشنری پادری ولیم رابصاحب ایم اے رخصت ولایت سے تازہ دم ہو کر مع الخیر اپنے سٹیشن چھاؤنی نصیر آباد میں پہنچ گئے +

اجمیر کا اخبار لکھتا ہو کہ پشکر سے پانی لانیکا انتظام و کام بڑی سرعت سے ہو رہا ہو۔ کیونکہ اب یہاں نل کا پانی جو آناساگر سے آتا ہو گدلا ہوگیا +

دہلی سے ایک شاخ ریلوے قطب صاحب سے فریدآباد و پلول ہوتی ہوئی متھرا کو جائیگی جس کا کام شروع ہوگیا ہو۔ امید ہو کہ سال بھر میں قطب صاحب تک ریل جاری ہو جائیگی +

بنگال۔ بعض مُصلح قوم جو اس کوشش میں ہیں کہ مریض کو قبل از موت گھاٹ پر لے جاکر مار ڈالنے کی رسم کو موقوف کریں۔ اسپر بعض بنگالی اخبار نہایت برافروختہ ہیں +

نیشنل کانگریس کے بانی مبانی مسٹر ہیوم مستعفی ہو کر ولایت جاتے ہیں۔ اور ایک چٹھی شایع کی ہو۔ کہ نیشنل کانگریس اپنا کام ختم کر چکی۔ اور جلسہ ناگپور کے بعد

یہہ کانگرس چند سال کے لئے ملتوی رہیگی +

بدایون ۵ روہیلکھنڈ میں ۱۸۸۷ء سے مشن کا کام جاری ہوا۔ اب اس ضلع میں تین سرکٹ ہیں۔ اور امسال اس طرف دو ہزار دو سو آدمیوں نے بپتسما پایا +

کوکب ہند ناقل ہے کہ بریلی کے چار کنسٹبلوں پر قیدیوں کو ذلت گھونسے مارنے کا جرم عاید ہوا ہے۔ ایک قیدی اس حالت میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھا +

مدراس میں ہیضہ۔ ہیضہ۔ بخار وغیرہ شدت سے ہے۔ اور اوسطاً میں فی ہزار ۷۰ آدمی مرتے ہیں فصل کی حالت اطمینان بخش نہیں ہے +

جیکب آباد میں ایک تیس برس کے مسلمان نے دو برس کی لڑکی کے ساتھ شادی کی ہے۔ یہہ مرض سود ا ہندوان میں اکثر سننے میں آتا ہے۔ مگر اب محمدیوں میں بھی شروع ہوا۔ یہہ ترقی معکوس ہے +

سیالکوٹ ضلع گورداسپور میں ایک جاٹ مستی جیون سنگھ نے اپنے کھیت میں ایک تیرہ سالہ لڑکی کو مار کر کنوئیں میں ڈالدیا۔ مجرم کو بعد تحقیقات عدالت سشن جج سے ۱۰ سال قید کا حکم ہوا +

ضلع گورداسپور وسوہل کے درمیان ۸ دسمبر بوقت صبح ایک فایرمین چلتے ٹرین سے اتفاقاً گر پڑا سخت چوٹ لگی۔ کان سے خون جاری ہوا۔ شفاخانہ میں زیر علاج ہے +

بریلی کے مدرسہ علم الہی کا سالانہ جلسہ ۲۳۔ نومبر کو ہوا۔ اور بیس نوجوانوں کو سند ملی۔ اب اس سکول میں تین کلاس ہیں جنمیں بیس بیس آدمی فی درجہ حاضر ہوتے ہیں +

ضرورت

مشن سکول ملتان کے لئے ایک اُستاد کی ضرورت ہے جو جونیر یا سینیر انگلو ورنیکولر پاس شدہ ہو تنخواہ جونیر کو ۲۵ روپیہ۔ اور سینیر کو ۳۰ روپیہ ملیگی +

المشتہر ولیم کیمپ چند سپرنٹنڈنٹ۔

اشتہار

سید کرامت علی ولد سید بشارت علی ڈاکٹر جو صیغہ ملٹری میں ملازم تھے اور عرصہ بارہ تیرہ سال سے پنشنیاب ہو کر بمقام لودیانہ سکونت پذیر ہوئے تھے۔ ۴ نومبر ۱۸۸۹ء کو انکا انتقال ہو گیا۔ ایک لڑکا بعمر ڈیڑھ سال جس کا نام امانت علی تھا۔ اور ایک لڑکی امینہ بیگم جو انکی بیوی حاجی بیگم کی برادر زادی تھی۔ اور جسکو اُنہوں نے بطور متبنی کے پرورش کیا تھا جسکی عمر تخمیناً گیارہ بارہ سال ہوگی پیچھے چھوڑ گئے۔ قبل از وفات ڈاکٹر صاحب نے ایک وصیت نامہ تحریر کیا جسکے رو سے علاوہ زیور و پارچہ جات جو بنام نہاد امینہ بیگم کے تھے اپنی دیگر جائداد منقولہ وغیر منقولہ میں سے جسکی تعداد تخمیناً تین ہزار تین سو روپیہ تھی ثلث کا مالک امینہ بیگم کو قرار دیا۔ چونکہ امانت علی اور امینہ بیگم نابالغ تھے اس سبب سے ڈاکٹر صاحب نے ہمکو انکا گارڈین مقرر کیا۔ کچھ عرصہ بعد امانت علی فوت ہو گیا صرف امینہ بیگم زندہ رہی۔ ماہ مئی ۱۸۹۱ء میں امینہ بیگم بھی فوت ہو گئی۔ مسمی غلام رسول ولد غلام محمد و مسماۃ حاجی بیگم ہمشیرہ غلام رسول زوجہ صاحب مرزا نے دعوی کیا کہ امینہ بیگم ہماری پھوپھی زاد بہن تھی اُنکی جائداد کے وارث ہم ہیں۔ چنانچہ علاوہ پارچہ جات و زیور جو امینہ بیگم کے تھے دیگر زیور و پارچہ جات میں سے ثلث انکو دیدیا۔ اور مکان میں سے ثلث حصہ پر انکو قابض کرکے رسید حاصل کر لی۔ اب جو زیور برتن و پارچہ جات و حصہ مکان از ان امانت علی جسکی تعداد دو ہزار دو سو روپیہ تخمیناً ہوگی اسکی بابت بھی غلام رسول و مسماۃ حاجی بیگم دعویدار ہیں کہ یہہ بھی ہمارا حق ہے ہمکو ملجاوے۔ لہذا اشتہار ہذا میعادی تین ماہ جاری کیا جاتا ہے کہ جس کسیکو کوئی عذر یا دعوی نسبت مال امانت علی کے ہو وہ اندر میعاد تین ماہ کے ہمارے پاس پیش کرے ورنہ بعد انقضائے میعاد کسیکا دعوی سماعت نہ ہوگا۔ اور ہم بری الذمہ ہونگے +

المرقوم ۲۵۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء

المشتہران

العبد محمد حسن	العبد جعفر حسین	العبد میر محمد سعید

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

مدرسہ کی تعلیم کی آیندہ ٹرم ۹ جنوری ۱۸۹۲ء سے شروع ہوگی۔ درخواستیں طلبا کی داخلہ کیواسطے پرنسپل صاحب کے پاس بہت جلد بھیجی جانی چاہئیں +

المشتہر ای کارفیلڈ پرنسپل مدرسہ

لودیانہ

بروز سنیچر بوقت شام لالہ اسباوت خلف الرشید لالہ درگا دت صاحب اپنی بگھی کو نہایت زور سے چلا رہے تھے یہانتک کہ گھوڑی بے بس ہو گئی۔ اور بگھی ایک درخت کے ساتھ ٹھوکر کھا کر الٹ گئی اور گھوڑی ساز بگھی توڑ کر بھاگ گئی۔ اور لالہ اسباوت زمین پر گر پڑے۔ خوشی کی بات ہے کہ چوٹ کوئی نہیں آئی +

پادری ای کی نیوٹن صاحب کے لئے باہتمام مسٹر ایم وائلی منیجر امریکن مشن پریس لودیانہ طبع ہوا۔